حقوقِ نسواں
قدیم وجدید تہذیبوں اور اسلام کی نظر میں

ڈاکٹر بشیر احمد رند

ایک تقابلی مطالعہ

معاشرتی اداروں میں سب سے اہم ادارہ خاندان ہے، یہی معاشرہ کو افراد مہیا کرتا ہے، اس ادارہ کا ماحول جتنا اچھا ہوگا، معاشرہ کو اتنے ہی اچھے افراد میسر ہوں گے۔ اگر اس ادارہ کا ماحول اطمینان بخش نہ ہو تو پھر اس ادارہ سے اچھے افراد کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔ اور خاندانی ادارہ میں اہم کردار عورت کا ہوتا ہے، چاہے وہ بیوی کی صورت میں ہو، یا ماں کی صورت میں، بیٹی کی صورت میں ہو، یا بہن کی صورت میں، ہر صورت میں اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر خاندان میں عورت کی عزت ہوگی، وقار ہوگا اور اس کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا تو خاندان میں سکون واطمینان ہوگا اور سماج کو بہتر افراد بھی میسر ہوں گے۔ دوسری صورت میں جہاں خاندانی نظام بے چینی اور عدم اطمینان کا شکار ہوگا، وہاں معاشرہ کو بھی اچھے افراد میسر نہیں ہوں گے۔

انسانی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کی اُس وقت تک عزت رہی اور وقار رہا، جب تک انبیاءؑ علیہم السلام کی تعلیمات پر عمل کیا جاتا رہا، لیکن جب سے انبیاءؑ علیہم السلام کی تعلیمات کو بھلایا گیا، یا پس پشت ڈالا گیا، یا اُس میں اپنی طرف سے ملاوٹ کی گئی، اس وقت سے عورت کے حقوق غصب کئے گئے اور اُسے بے وقار کیا گیا۔ نتیجہ میں سماج کو بہتر افراد میسر نہ ہو سکے اور سماجی سسٹم تخریب اور انتشار کا شکار رہا۔

اس بحث میں حقوقِ نسواں پر تقابلی مطالعہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ کس مذہب یا تہذیب نے عورت کو کیا حقوق دیئے؟ اور اسلام نے عورت کو کیا حقوق دیئے ہیں؟۔

تقابلی مطالعہ:

اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں اور جو مقام عطا کیا ہے، اس کو بیان کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ اسلام سے پہلے مختلف تہذیبوں میں عورت کو جو حیثیت حاصل رہی ہے، اُسے معلوم کیا جائے اور موجودہ دور میں مغربی تہذیب نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں، اُن پر بھی نظر کی جائے، اس کے بعد اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں، ان پر روشنی ڈالی جائے:

یونان:

قدیم قوموں میں جس قوم کی تہذیب شاندار نظر آتی ہے، وہ یونانی قوم ہے، لیکن ان کے ہاں ''عورت'' کو یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ خود کوئی عقد (خرید وفروخت) کرسکے یا کسی کو خاص مقدار سے زیادہ قرض دے سکے یا اپنا کوئی معاملہ حاکم کے پاس لے جائے۔ انہوں نے ایک قانون بنایا ہوا تھا کہ جو عمل کسی عورت کے زیر اثر انجام پایا ہو، وہ عمل قانوناً باطل تصور کیا جاتا تھا۔ اسی طرح عورت مرد سے میراث بھی نہیں پاسکتی تھی۔ اگر عورت سے اولاد نہ ہوتی تو مرد کا اُسے طلاق دینے کا بھرپور اختیار حاصل تھا، چاہے مرد کو خود ہی بچے پیدا کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ بس عورت شوہر کے رحم وکرم پر تھی، شوہر کے لئے اسے طلاق دینا بڑا ہی آسان تھا، اس کے لئے یہ بھی آسان تھا کہ اپنے گھر سے عورت کو جب چاہے بلاوجہ نکال دے۔ ان کے نزدیک عورت کا بانجھ ہونا ہی اس کی طلاق کے لئے کافی سبب تھا، ان کے ہاں شادی کا مقصد بیٹوں کی پیدائش تھا۔ اگر شوہر خود بچے پیدا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا تو وہاں کا قانون اور رائے عامہ اس بات کی اجازت دیتی تھی کہ شوہر اپنے کسی رشتہ دار سے اس بارے میں مدد لے، اور اس کے ذریعہ بیوی سے جو اولاد پیدا ہوتی اُسے اُسی شخص کی اولاد کہا جاتا، جس کی بیوی سے پیدا ہوتی۔ لڑکیوں کے اولیاء کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کرادیں، اسی طرح ہر وہ معاملہ جو ولی کی رضامندی کے بغیر ہوا ہو، وہ لغو شمار ہوتا تھا۔

یونانی تہذیب میں عورت مرد کے حقوق سے الگ تھی اور اس کی حیثیت اس سامان کی سی تھی جو خریدا اور بیچا جاتا ہے اور مرد کو عورت پر مکمل اختیار تھا، وہ جیسا چاہے اسے استعمال کرے اور جیسا چاہے اس سے سلوک کرے۔ (۱) بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اُسے برائیوں کی جڑ کہا جاتا تھا، جس کا اندازہ پانڈورا باکس (Pandora Box) نامی اس دیومالائی قصہ سے لگایا جاسکتا ہے، جو یونان میں مشہور تھا، جس کے مطابق: ''دنیاوی مصائب اور مشکلات کا اصل سبب یہ ہے کہ پانڈورا نامی ایک عورت اس دنیا میں آئی اور اپنے ساتھ برائیوں کی ایک پیٹی لائی، جس کے کھولنے کے

بعد اس دنیا میں برائیاں پھیل گئیں''۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ عورت برائیوں کی جڑ ہے۔ (۲)

یونانی اپنے اعلیٰ تمدن والے دور میں بھی سوائے طوائف کے اور کسی عورت کی قدر نہیں کرتے تھے۔ (۳) یونانی مفکر ارسطو کا کہنا تھا کہ: ''عورت مرد کی بگڑی ہوئی صورت ہے، اور بچے پیدا کرنے میں بھی اس کا کوئی کردار نہیں، وہ تو صرف مواد پیدا کرتی ہے، جبکہ بچے کو شبیہ باپ ہی دیتا ہے، اس لئے بچے کو ماں کے بجائے باپ سے محبت کرنی چاہئے''۔ ارسطو اس بات کے بھی مخالف تھے کہ عورت کو مذہبی سلسلوں میں شامل کیا جائے۔ (۴) اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یونانیوں کے ہاں عورت کی کیا عزت تھی؟۔

روم:

یونانیوں کے بعد جس قوم کو عروج نصیب ہوا، وہ رومی قوم تھی۔ رومی سماج میں خاندان کا سربراہ باپ ہوتا تھا یا شوہر، اسے اپنی بیوی بچوں پر پورا اختیار حاصل تھا اور وہ عورت کو جب چاہے گھر سے نکال سکتا تھا۔ جہیز یا دلہن کے والد کو نذرانہ دینے کی رسم کچھ بھی نہ تھی اور باپ کو اس قدر اختیار حاصل تھا کہ جہاں چاہے اپنی لڑکی بیاہ دے، بلکہ بعض دفعہ تو وہ کرائی گئی شادی کو توڑ سکتا تھا۔ زمانۂ مابعد یعنی دورِ تاریخی میں یہ حق باپ کی طرف سے شوہر کی طرف منتقل ہوگیا اور اب اس کے اختیارات یہاں تک وسیع ہوگئے کہ وہ چاہے تو بیوی کو قتل کرسکتا تھا۔ ۵۲۰ سال تک طلاق کا کسی نے نام بھی نہ سنا۔ غلاموں کی طرح عورت کا مقصد بھی خدمت اور چاکری سمجھا جاتا تھا۔ مرد اسی غرض سے شادی کرتا تھا کہ وہ بیوی سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ وہ کسی عہدہ کی اہل نہیں سمجھی جاتی تھی، حتیٰ کہ کسی معاملہ میں اس کی گواہی تک کا اعتبار نہیں تھا۔ رومی سلطنت میں اس کو قانونی طور پر کوئی حق حاصل نہیں تھا، البتہ اس کی طبعی کمزوریوں کی بنا پر اُسے بعض سہولتیں دی گئی تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعد کے ادوار میں رومیوں نے اس کو حقوق دیئے، لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کو مرد کے مساوی درجہ کبھی نہیں ملا۔ (۵)

علامہ فرید وجدی رومی عورت کی حالت زار پر لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''رومی مردوں نے اپنے عورتوں پر گوشت کھانا، ہنسا اور بات چیت کرنا بھی حرام قرار دے دیا تھا، یہاں تک کہ ان کے منہ پر ''موزسیر'' نامی ایک مضبوط تالا لگا دیا تھا، تاکہ وہ کچھ بھی بول نہ سکیں اور یہ حالت صرف عام عورتوں کی نہیں تھی، بلکہ رئیس اور امیر، کمینے اور شریف، عالم اور جاہل سب کی عورتوں پر یہ آفت پڑی ہوئی تھی۔ پھر عورت کا قید وبند اور بھی بڑھا، یہاں تک کہ سترھویں صدی عیسوی میں خاص روما میں اعلیٰ درجے کے قابل اور فاضل لوگوں کا ایک جلسہ ہوا، جس میں یہ سوال سامنے لایا گیا کہ: ''کیا عورت میں جان بھی ہے کہ نہیں؟''۔

فارس:

فارس میں عورت کو جو مرتبہ تھا، سید امیر علی اس کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچتے ہیں: ''فارس کے سماج میں عورت کے پیدا ہونے کو پسند نہیں کیا جاتا تھا، وہ مرد کے زیر اثر اس کے ظلم کے پنجے میں رہتی تھی، مرد کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اس کی موت کا فیصلہ کردے یا زندگی کی نعمتیں رہنے دے، یہ اس کی مرضی پر منحصر تھا۔ مرد عورت کو گھریلو اشیائ کی طرح استعمال کرتا تھا۔ مخصوص ایام میں عورت کو نجس سمجھا جاتا تھا، اسے الگ رکھا جاتا تھا، اسے چھونا بھی نجاست میں ہاتھ ڈالنے کے برابر سمجھا جاتا تھا۔'' (۷)

ایران میں مزدکیت نے تو عورت کو مشترک ملکیت (Joint Property) قرار دیا تھا اور اخلاقی حدود و قیود کا خاتمہ کردیا تھا، حتیٰ کہ ماں، بیوی اور بیٹی کی تمیز بھی اُٹھ گئی تھی۔ مزدکیت نے ایرانی نفسیات پر گہرا اثر چھوڑا، اگرچہ اسلام کے اخلاقی ضابطوں اور روحانی تعلیمات اور شرعی قوانین نے تہذیبی تبدیلی کا کام کیا، لیکن قوموں کے تاریخی و تہذیبی تجربوں کے نفسیاتی اثرات کو آسانی سے نہیں مٹایا جاسکتا۔ (۸)

مصر:

قدیم تہذیبوں میں سے صرف مصری تہذیب ایسی ملتی ہے، جس میں عورت کو اچھا مقام حاصل تھا، جہاں عورت حکمران بھی بنی، لیکن یہ حق عورت کو صرف اس وقت حاصل ہوتا تھا، جب شاہی خاندان میں کوئی مرد وارث نہ ہوتا تھا۔ قدیم مصری نقشے جو ملے ہیں، ان میں ۴۷۰ بادشاہوں کے مقابلہ میں صرف پانچ ملکہ خواتین کا ذکر ملتا ہے۔ (۹)

جب اسلامی ریاست مصر تک پہنچی تو اس وقت نہایت ایک رسم بد موجود تھی، ہر بارہ مہینوں کے بعد ایک کنواری نوجوان لڑکی کو دریائے نیل میں پھینکا جاتا تھا، ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اس عمل سے دریا میں جوش آئے گا اور خوب پانی آئے گا، اس رسمِ بد کو اسلامی خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ختم کرایا۔ (۱۰)

یہودی فکر:

یہودیت ایک نسلی مذہب ہے اور یہودی ان کے بقول اللہ کی منتخب قوم ہے۔ یہ مذہب بنیادی طور پر بنی اسرائیل ہی سے بحث کرتا ہے۔ بنی اسرائیل بلاشبہ ایک منتخب قوم تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے کئی رسول بھیجے، ان کے سب سے بڑے نجات دہندہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے، جنہوں نے انہیں فرعون کی غلامی سے نجات دلائی، لیکن اس مذہب کی روایت بھی عورت کے بارے میں کچھ اچھا تصور نہیں پیش کرتی۔ ان کے نزدیک مرد نیک سرشت ہے اور حسنِ کردار کا

حامل ہے اور عورت بدطینت اور مکار ہے۔(۱۱) یہودی فکر میں عورت کو سب برائیوں کی جڑ کہا گیا ہے۔تورات کے مطابق بھی حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے باہر نکالنے کا سبب تھی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر اسے کہا کہ:''میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤں گا، تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔''(۱۲)

عہد نامہ قدیم باب واعظ میں لکھا ہے کہ:''جوکوئی خدا کا پیارا ہے، وہ اپنے کو عورت سے بچائے گا، ہزار آدمیوں میں سے میں نے ایک پیارا پایا ہے، لیکن تمام عالم کی عورتوں میں ایک عورت بھی ایسی نہیں پائی، جو خدا کو پیاری ہو''(۱۳) یہودی قانون کی رو سے مرد وارث کی موجودگی میں عورت وراثت سے محروم ہو جاتی تھی، اسی طرح عورت کو دوسری شادی کا بھی حق نہیں تھا۔ (۱۴) روایات کے مطابق عورت ناپاک وجود ہے اور اس کائنات میں مصیبت اسی کے دم سے ہے۔ (۱۵) اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہودی مذہب میں عورت کی حیثیت کیا ہے؟۔

مسیحی یورپ:

مسیحی یورپ کا ابتدائی اور بنیادی نظریہ یہ تھا کہ عورت گناہ کی ماں اور بدی کی جڑ ہے، مرد کے لئے معصیت کی تحریک کا سرچشمہ اور جہنم کا دروازہ ہے، تمام انسانی مصائب کا آغاز اسی سے ہوا ہے۔ اس کا عورت ہونا ہی اس کے شرمناک ہونے کے لئے کافی ہے، اس کو اپنے حسن و جمال پر شرمانا چاہئے، کیونکہ وہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے، اسے دائماً کفارہ ادا کرتے رہنا چاہئے، کیونکہ وہ دنیا اور دنیا والوں پر لعنت اور مصیبت لائی ہے۔(۱۶)

طرطولین کے الفاظ عورت کے بارے میں کچھ اس طرح ہیں:''عورتو! تم نہیں جانتیں کہ تم میں سے ہر ایک حوا ہے۔خدا کا فتویٰ جو تمہاری جنس پر تھا، وہ اب بھی تم میں موجود ہو تو پھر جرم بھی تم میں موجود ہوگا۔ تم تو شیطان کا دروازہ ہو، تم ہی نے آسانی سے خدا کی تصویر یعنی مرد کو ضائع کیا''(۱۷) سینٹ پال اپنے ایک خط میں لکھتا ہے:''عورت کو چپ چاپ کمالِ تابعداری سے سیکھنا چاہئے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے، بلکہ چُپ چاپ رہے، کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا، اس کے بعد حوا۔ اور آدم نے فریب نہیں کھایا، بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی''(۱۸) ایک دوسرے خط میں لکھا ہے:''پس میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر مرد کا سر مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے۔وہ (مرد) خدا کی صورت اور اس کا جلال ہے، مگر عورت مرد کا جلال ہے، اس لئے کہ مرد عورت سے نہیں، بلکہ عورت مرد سے ہے، اور مرد عورت کے لئے نہیں، بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی ہے، پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہئے کہ اپنے

سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے‘‘۔(۱۹)

ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں: اصل بات یہ ہے کہ مسیحی اخلاقیات میں تجرد اور صنفی تعلقات سے کنارہ کشی ہی اصل کمال تھا، اس لئے نکاح اور صنفی تعلقات بذات خود نجس اور ناقابل التفات تھے، اُن کے ہاں تجرد اور دوشیزگی معیارِ اخلاق قرار پائی اور متاہل زندگی تقویٰ اور بلندیٔ اخلاق کے خلاف سمجھی جانے لگی، چونکہ صنفی تعلق میں عورت ہی بنیادی کردار ہے، اس لئے اسے پست، ذلیل اور گناہ کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ مسیحی شریعت میں جتنے قوانین بنے، ان میں عورت کی حیثیت کو پست رکھنے کی کوشش کی گئی۔ وراثت وملکیت میں اس کے حقوق محدود تھے، وہ خود اپنی کمائی پر بھی اختیار نہیں رکھتی تھی، ہر چیز کا مالک مرد تھا۔ طلاق اور خلع کی اجازت نہ تھی۔ مذہب وقانون کی رو سے نکاح کا تعلق ناقابلِ انقطاع تھا۔ نکاح ثانی کی کسی صورت اجازت نہ تھی، خواہ زوجین میں سے کسی کی موت واقع ہوجائے۔ مسیحی علماً کے نزدیک نکاحِ ثانی مہذب زناکاری تھا۔ مسیحی دنیا کے ملکی قوانین اس بارے میں سخت تھے، گویا مسیحی مذہب نے عورت کی تحقیر اور اسے پابندیوں میں جکڑے رکھنے کی پوری کوشش کی۔ مسیحی دنیا میں عورت کی زندگی ایک بے بس مخلوق اور مرد کے ہاتھ میں کھلونے کے سوا کچھ نہ تھی۔(۲۰)

ہندومت:

ہندومت میں عورت کی حیثیت بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ ڈاکٹر خالد علوی نے اپنی کتاب۔ ’’اسلام کا معاشرتی نظام‘‘ میں ہندومت کی ایک تصویر کھینچی ہے۔ اس کے نقل کردہ چند اقتباسات سے اندازہ ہوسکے گا کہ ان کے ہاں عورت کا کیا مقام ہے؟۔ منوسمرتی میں عورت کے متعلق مختلف آراء کا اظہار کیا گیا ہے، جو اس کی حیثیت متعین کرتی ہیں، مثلاً: جھوٹ بولنا عورت کا ذاتی خاصہ ہے، عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچپن میں باپ کے اختیار میں رہے، جوانی میں شوہر کے ماتحت اور بیوہ ہونے کے بعد اپنے بیٹوں کے اختیار میں رہے، خود مختار ہوکر کبھی نہ رہے۔ چانکیہ برہمن کے بقول: دریا، مسلح سپاہی، پنجے اور سینگ رکھنے والے جانور، بادشاہ اور عورت پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔ جھوٹ بولنا، بغیر سوچے سمجھے کام کرنا، فریب، حماقت، طمع، ناپاکی اور بے رحمی عورت کے جبلی عیب ہیں۔ شہزادوں سے تہذیبِ اخلاق، عالموں سے شیریں کلامی، قمار بازوں سے دروغ گوئی اور عورتوں سے مکاری سیکھنی چاہئے۔ آگ، پانی، جاہل مطلق، سانپ، خاندانِ شاہی اور عورت یہ سب موجبِ ہلاکت ہوتے ہیں، ان سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ پھر رسمِ ستی خود اس بات کا ثبوت ہے کہ عورت کی کوئی حیثیت نہیں۔(۲۱) صرف ۱۸۱۵ء سے لے کر ۱۸۲۵ء تک دس سال میں انہوں نے چھ ہزار عورتوں کو اس طرح ستی کردیا۔(۲۲) عورت کو خلع اور وراثت کا کوئی حق نہیں، اس کے رشتہ

دار جائیداد لیں گے، لیکن اس کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اسے مذہبی تعلیم سے محروم کیا جاتا تھا۔ سنسکرت میں لڑکی کو ''دوہتر'' (دور کی ہوئی) بیوی کو ''پتنی'' (مملوکہ) کہا جاتا ہے۔ (۲۳)

ہندوؤں کا قانون کہتا ہے: تقدیر، طوفان، موت، جہنم، زہر، زہریلے سانپ ان میں سے کوئی اس قدر خراب نہیں، جتنی عورت۔

بقول سلیمان ندوی مرحوم: اسلام سے پہلے جو اخلاقی مذاہب ہیں، ان سب میں عورت مرد کے ازدواجی تعلقات کو اخلاق وروح کی ترقی واعلیٰ مدارج کے لئے مانع تسلیم کیا گیا۔ ہندوستان میں بدھ، جین، ویدانت اور سادھوپن کے تمام پیرو اسی نظریہ کے پابند تھے۔ (۲۵)

ان تمام باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہندو معاشرت میں عورت کو کیا مقام حاصل تھا؟۔

عرب سماج:

عرب سماج میں عورت کی نہایت بری حالت تھی، نہ اسے شخصی ملکیت رکھنے کا حق حاصل تھا، نہ ہی اسے ورثہ میں سے حصہ ملتا تھا، بلکہ عورت کو خود ورثہ اور ملکیت سمجھا جاتا تھا، نہ اسے گواہی دینے کا حق حاصل تھا، اور نہ اس کی شادی کے بارے میں اس سے رائے لی جاتی تھی۔ بیویوں کی کوئی حد متعین نہیں تھی۔ حارث بن قیس اسدی مسلمان ہوئے تو اُن کی آٹھ بیویاں تھیں۔ (۲۶) غیلان بن سلم ثقفی مسلمان ہوئے تو اُس کی دس بیویاں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چار چار بیویاں رکھنے اور باقیوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ (۲۷) طلاق پر کوئی پابندی نہیں تھی اور عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتے تھے، اس طرح وہ عدت کو کبھی ختم نہیں ہونے دیتے تھے اور عورت کو تنگ کرتے رہتے تھے (۲۸)۔ باپ کی بیوی سے شادی کر لینا جاہلیت میں عام معمول تھا۔ (۲۹)

سعد بن ربیعؓ جنگ اُحد میں شہید ہوئے تو اس کی ایک بیوہ اور دو بیٹیاں تھیں، لیکن ان کے پورے مال پر ان لڑکیوں کے چچا نے قبضہ کر لیا، کیونکہ جاہلیت میں یہی دستور تھا، اس وقت سورۂ نساء کی آیات ''یوصیکم اللّٰہ فی أولادکم الخ'' اتریں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچیوں کے چچا کو بلا کر فرمایا: بچیوں کو دو تہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچ جائے، وہ تمہارا ہے (۳۰)۔ عام طور پر عرب سماج لڑکی کے پیدا ہونے کو عیب سمجھتا تھا، جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے، اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بُری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے؟ سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لئے رہے یا مٹی میں دبا دے۔ دیکھو! یہ کتنا بُرا فیصلہ کر رہے ہیں'' (۳۱)۔ بعض سنگدل لوگ تو ایسے بھی تھے جو بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تھے، جیسے قرآن مجید کہتا ہے: ''وإذا الموؤدة سئلت بأیّ ذنب قتلت'' (۳۲)۔

(اس وقت کو یاد کرو) جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس جرم کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا؟ قیسؓ بن عاصم نے جاہلیت میں بارہ تیرہ لڑکیاں زندہ دفن کی تھیں، گویا ان کی زندگی کی کوئی قیمت نہ تھی (۳۳)۔

عربوں کے ہاں عورت کی جو حیثیت تھی، اس کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مختصر جامع قول صحیح عکاسی کرتا ہے، آپؓ نے فرمایا: ''خدا کی قسم! ہم دورِ جاہلیت میں عورتوں کا کوئی حق نہیں سمجھتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآنی آیات نازل کیں اور ان کے حقوق متعین کیے (۳۴)''۔

ان تمام حالات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام سے پہلے عورت کی حیثیت کیا تھی؟۔

مراجع ومصادر

۱:...عبداللہ مراغی، اسلام اور دیگر مذاہب ومعاشروں میں عورت کے حقوق ومسائل۔اردو ترجمہ: مفتی ثناء اللہ محمود، کراچی، دارالاشاعت ۲۰۰۱ء، ص: ۳۸، ۴۱

۲:...سید ابوالاعلیٰ مودودی، پردہ، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۹۸ء طبع: ۴۹، ص: ۱۴

۳:...مولانا محمد ظفیر الدین: اسلام کا نظام عفت وعصمت، مکتبہ نظیریہ اچھرہ، لاہور، ص: ۳۷

۴:...مبارک علی ڈاکٹر: تاریخ اور عورت، فکشن ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۳ء، ص: ۳۴

۵:...جلال الدین عمری: عورت اسلامی معاشرہ میں، لاہور، اسلامک پبلیکشنز، ۱۹۹۶ء طبع: ۱۳، ص: ۱۹

۶:...فرید وجدی: مسلمان عورت، ترجمہ ابوالکلام آزاد، کراچی، سندھیکا اکیڈمی، ۲۰۰۶ء، طبع: اول ص: ۱۲۰

۷:...عبداللہ مراغی، اسلام اور دیگر مذاہب ومعاشروں میں عورت کے حقوق ومسائل، ص: ۳۰

۸:...ڈاکٹر خالد علوی: اسلام کا معاشرتی نظام، لاہور، الفیصل ناشران، ۲۰۰۵ء طبع اول، ص: ۴۶۵

۹:...عبداللہ مرغی، اسلام اور دیگر مذاہب ومعاشروں میں عورت کے حقوق ومسائل، ص: ۳۰

۱۰:...بن کثیر اسماعیل: البدایہ والنہایہ، قاہرہ، دار ابی حیان، ۱۹۹۶ء، طبع: اول، جلد: ۷، ص: ۱۲۱، ۱۲۲

۱۱:...ڈاکٹر خالد علوی: اسلام کا معاشرتی نظام، ص: ۴۶۵

۱۲:...کتاب مقدس ''عہد نامہ قدیم وجدید'' لاہور، بائبل سوسائٹی، ۱۹۵۹ء، پیدائش، باب: ۳، آیت: ۱۲، ۱۷

۱۳:...مولانا محمد ظفیر الدین: اسلام کا نظام عفت وعصمت: ص ۳۷

۱۴:...جلال الدین عمری: عورت اسلامی معاشرہ میں، ص: ۲۷

۱۵:...خالد علوی: اسلام کا معاشرتی نظام، ص: ۴۶۶

۱۶:...سید ابوالاعلیٰ مودودی: پردہ، ص: ۲۰

۱۷:... ڈاکٹر خالد علوی: اسلام کا معاشرتی نظام، ص: ۴۶۷

۱۸:... کتابِ مقدس ''عہدنامہ قدیم وجدید''، یمتھیس کے نام پولوس رسول کا پہلا خط، باب: ۲، عہدنامہ جدید، ص: ۲۰۳

۱۹:... جلال الدین عمری: عورت اسلامی معاشرہ میں، ص: ۲۸، بحوالہ پولس رسول کا پہلا خط کرنتھیوں کے نام، باب: ۱۱

۲۰:... خالد علوی: اسلام کا معاشرتی نظام، ص: ۴۶۸

۲۱:... یضاً، ص: ۴۶۸

۲۲:... عبداللہ مرعی، اسلام اور دیگر مذاہب ومعاشروں میں عورت کے حقوق ومسائل۔ اردو ترجمہ: مفتی ثناء اللہ محمود، ص: ۳۶

۲۳:... خالد علوی: اسلام کا معاشرتی نظام، ص: ۴۶۸

۲۴:... محمد ظفیر الدین: اسلام کا نظامِ عفت وعصمت، ص: ۴۱

۲۵:... سید سلیمان ندوی: سیرۃ النبی، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۸۵ء، طبع: اول ۶/ ۲۲۲

۲۶:... بوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، الریاض، دارالسلام، طبع: اول، ۱۹۹۹ء، کتاب الطلاق، ص: ۳۲۴، حدیث: ۲۲۴۱

۲۷:... ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع الترمذی، الریاض، دارالسلام، طبع: اول، ۱۹۹۹ء، کتاب النکاح، ص: ۲۷۳، حدیث: ۱۱۲۸

۲۸:... سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، ص: ۳۱۷، حدیث: ۲۱۹۵

۲۹:... ابن کثیر ابوالفداء اسماعیل: تفسیر القرآن الکریم، بیروت، طبع: اول ۱۹۹۰ء، جلد: ا، ص: ۵۱۰

۳۰:... یضاً، ص: ۴۹۷

۳۱:... سورۃ النحل: ۵۸، ۵۹

۳۲:... سورۃ التکویر: ۸، ۹

۳۳:... بن کثیر: تفسیر القرآن الکریم ۴/ ۵۰۵

۳۴:... مسلم: الصحیح، الریاض، دارالسلام، ۲۰۰۰ء، طبع: دوم، کتاب الطلاق، حدیث: ۳۶۹۲

(جاری ہے)